ذکر رسولؐ

بلوچی و براہوئی ادب کے آئینے میں

ڈاکٹر انعام الحق کوثر

بلوچی کا ایک شعر ہے۔

برحق ایں ہماں پیغمبر
فرقان پرور و رہدر بر

(ترجمہ: نبی اکرمؐ سچے پیغمبر ہیں اور فرقان مجید کا عملی نمونہ ہیں)

براہوئی میں مولانا عبدالباقی درخانی کہتے ہیں۔

زمین آسمان ستارہ ٹی محمد اس محمد اس
نا فکر و اشارہ ٹی محمد اس محمد اس

(ترجمہ: زمین، آسمان اور ستاروں میں محمدؐ ہی محمدؐ ہے اور ہمارے فکر و اشارہ میں محمدؐ ہی محمدؐ ہے)

یہ دونوں شعر بلوچی و براہوئی ادب میں حضور پاک سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام برحق کی ایک واضح اور روشن جھلک پیش کرتے ہیں۔

بلوچی شاعری میں قدما اور متوسطین کے ہاں نعت سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا ایک منفرد رنگ ہے۔ یہ شعراء جو اکثر طویل منظومات نظم کرتے تھے۔ نظم کی ابتدا حمد باری تعالیٰ سے کرتے ہوئے ایک دو شعروں کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت کی جانب رجوع کرتے، خلفاء راشدین کی مدحت کے بعد غوث پاک اور دوسرے اولیاء کی ستائش کرتے اور تب اپنے موضوع کی طرف آتے تھے۔

قدیم بلوچی شاعری چونکہ سینہ بہ سینہ روایات کی مرہون منت رہی ہے اور ناخواندگی اور قبائلی جنگوں کے باعث لوگوں نے نعتیہ اشعار کو چھوڑ کر صرف ان اشعار کو حفظ کیا جن کی انہیں جنگی رجز یا بزم کی ہماہمی میں ضرورت تھی۔ اسی لئے جو تھوڑی بہت مذہبی اور اخلاقی نظمیں ملتی

ہیں انہیں دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ پہلے حصے میں اسلامی عقائد کا بیان ہے۔ دوسرے حصے میں حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک' حضرت علیؓ اور درویشوں کے متعلق قصے ملتے ہیں۔

بلوچی کا دور متوسط پڑھے لکھے شعرا کا دور ہے۔ جنہیں بلوچی میں عموماً" ملا کہا گیا۔ ملا عالم کے علاوہ بلوچی میں پڑھے لکھے کے لئے بھی مستعمل ہے۔ ملا عبداللہ کی نظم کے ایک شعر کا ترجمہ یہ ہے:

میں محمدؐ اور آل محمدؐ کی مدحت کرتے ہوئے
رسالت پر ایمانی شہادت دیتا ہوں

ملک بہرام کہتا ہے:

بحق حق شناس احمدؐ جو یٰسین وطہٰ ہیں
امت مسلم کو نار جحیم سے رستگاری عطا فرما

ملا بہادر اپنی مناجات میں گویا ہوتا ہے:

اے بدرالدجیٰ کے مالک آپؐ خوف اور مایوسی سے مبرا ہیں۔ میں آپؐ کی درگاہ میں ملتجی ہوں' میری دعائیں مقبول فرما۔ ملا فاضل رند الملقب بہ "غالب مکران" اپنی ایک عبرت انگیز نظم میں کہتے ہیں۔

نبیوں کے سردار (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نعت کا درود سے آغاز کرتا ہوں۔ سو درود اور سو سلام۔ یہی میرا ارمغاں ہے۔

جام رک (رک یعنی در نایاب کی مانند اور جام تخلص) بلوچی زبان کا ملک الشعرا میر نصیر خان نوری کے زمانے میں تھا۔ بہت حساس شاعر ہے۔ نعت کی روایت تو اس کے ہاں نہیں ملتی۔ مگر اس کی ایک نظم رمز میں ہے۔ جو نعت کا تاثر دیتی ہے ملاحظہ ہو:

اے کہ خوشبوؤں میں معطرؐ چاند سی منور جبیں ہے
ہم بے شک اس سے وفادار نہ ہوئے
وہی نگہ لطف سے ہم پر نظر کرے

وہ مجسم خوبی اپنی بہت سی اداؤں سے
بلاشبہ بادشاہ ہے
لال کی طرح درخشندہ
سلاطین کی طرح باجبروت
یہ ہمارے حبیب کی پہچان ہے
یہ ہمارے محبوب کا تعارف ہے

مست توکلی نے دل کی گہرائیوں میں ڈوب کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی عقیدت کا اظہار کیا ہے۔

مثلاً (ترجمہ) پاک ہے تیرے حبیب کے (معراج) دیدار کی ساعت وہ محمدؐ جو شیر آسا اپنے عہد کا سچا ہے۔ جس کے سر پر توحیدی طلائی تاج ہے اور جسکی سخاوت بے عدیل ہے۔

ملا عمر مری کا کلام بلوچی کے علاوہ فارسی اور اردو میں بھی موجود ہے۔ اس نے حمد، مدح اور مولود بھی کہے ہیں۔ مولود میں حضور صلعم کی ثنا اور صفت ہوتی ہے۔ یہ صنف سندھی سے بلوچی میں آئی ہے۔

محمد ابراہیم جوانسال بگٹی دور متوسط کے شعرا کی آخری کڑی ہے۔ اس کے یہاں نعت اردو فارسی شاعری کی روایات کے عین مطابق ہے۔ کہتے ہیں:

ترجمہ: محمدؐ ہمارے رہنما ہیں ہم کتنے خوش قسمت اور ذی شان ہیں وہ گوہر گراں مایہ، وہ ایک عطر بیز پھول ہیں۔ جب سورج آگ اگلتا ہو گا تو محمدؐ مصطفیٰ تشریف لائیں گے ہم پر اپنی چادر رحمت کا سایہ فرمائیں گے۔ اپنے ملبوس سے ہم پر عنایت فرمائیں گے۔

درخانی مکتبہ فکر کے قادر الکلام شاعر میاں حضور بخش جتوئی کا عظیم ترین کارنامہ قرآن مجید کا صاف اور شستہ بلوچی میں ترجمہ ہے۔ آپ گویا ہوتے ہیں:

ہمارے دین اور دنیا کی روشنی آپؐ ہیں اور آپؐ کی وجہ سے چاروں طرف روشنی ہے۔

مکران کے میر عیسیٰ قومی کے کلام میں امید ہی امید کی جھلکیاں نظر آتی ہیں کہتے ہیں۔

ترجمہ:۔ تیری امت کے گناہ گاروں کو شاہ مدینہؐ تیرا ہی سہارا ہے۔ تیری درگاہ ہی کے امیدوار

ہیں۔ ہماری فریاد پر دستگیری فرما اور ہمیں مزید شرمسار نہ کر۔ قوی تیری دعائے سحرگاہی ضرور قبول ہو گی اور خدا اور رسولؐ کے دربار سے مدد ملے گی۔

بلوچی کے جدید شعراء کم و بیش ہادی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام برحق کا ذکر دل کی گہرائیوں سے کرتے ہیں۔ ان میں شامل ہیں۔ مولانا عبدالباقی درخانی' مولانا عبدالغفور درخانی' حاجی محمود مومن' محمد حسین عاجز' عبدالحکیم حق گو' عبدالمجید سورابی' عطا شات' انور صاحب خان' عبدالنبی پرواد' غوث بخش صابر' خدائے رحیم حکیم' ملک رمضان بلوچ' قاضی عبدالرحیم صابر' پیر محمد زبیرانی' عبدالرحمٰن غور' احسن خارانی' اشیر عبدالقادر درشاہدانی' حاجی فقیر محمد عنبر بلوچ' آزاد جمالدینی' محمد اسحاق بزدار' بیتاب' فیض بخشا پوری اور خیسا خان وغیرہ۔

غوث بخش صابر کہتے ہیں: (ترجمہ)

خلق ایسا کہ ملی ہے نہ ملے اس کی نظیر
شاہدؐ اخلاق پہ قرآن ہے رسول عربیؐ

بقول حاجی فقیر محمد عنبر بلوچ: (ترجمہ)

دونوں جہانوں کا سرور رسول پاکؐ ہیں
شافع روز جزا رسول پاکؐ ہیں
آپ کا نور اگرچہ ابتدائے ہستی ظہور پذیر ہوا
لیکن رسالت کا خاتمہ بھی آپ پر ہی ہوتا ہے

آزاد جمال دینی گویا ہوتے ہیں: (ترجمہ)

کسی بشر میں یہ عظمت نہیں جو اللہ نے اپنے محبوب کو بخشی صاحب کمال کی عرش پر تعظیم کی۔ بلغ العلی بکمالہ اپنے رنگ روپ حسن و جمال سے اس تاریک جہاں کو منور فرمایا۔ رات کو اپنے پاکیزہ خیالوں سے دن میں بدل ڈالا' کشف الدجی بجمالہ

قاضی عبدالرحیم صابر اپنی بلوچی نعت کا منظوم اردو ترجمہ یوں پیش کرتے ہیں:

مروت فخر کرتی ہے شرافت تم پہ نازاں ہے

رسول پاک واللہ یہ رسالت تم پہ نازاں ہے
فقیروں کے شہنشاہ ہو امام الانبیاء ہو تم
تیرے خدام ذیشاں ہیں امامت تم پہ نازاں ہے
لقب ہے رحمتہ للعالمین اللہ کی جانب سے
خدائے پاک شاہد ہے کہ رحمت تم پہ نازاں ہے
ترے الطاف سے کی ہے غلاموں نے جہانبانی
تمہیں شایان جہانبانی حکومت تم پہ نازاں ہے
خدا نے صاف. فرمایا تیری خاطر بنی دنیا
تیرا درجہ وہی جانے مشیت تم پہ نازاں ہے
شب معراج حاصل ہو گیا ہے وعدہ بخشش
شفیع المذنبین ہو تم شفاعت تم پہ نازاں ہے
نہ جائے گا کوئی صابر در سرکار سے خالی
حبیب خالق اکبر سخاوت تم پر نازاں ہے

میر نصیر خان نوری کے عہد حکومت (۱۱۶۴ تا ۱۲۰۹ھ بمطابق ۱۷۵۰ء تا ۱۷۹۴ء) میں عربی، فارسی، پشتو، بلوچی اور براہوئی کے ایک جید عالم اور شاعر ملا ملک داد ابن آدین غرشین نے نور اسلام کو یہاں کے قبائلیوں تک پہنچانے کا پختہ ارادہ کیا۔ چنانچہ انہوں نے اپنی معروف براہوئی منظوم کتاب، "تحفتہ العجائب" ۱۱۷۳ھ بمطابق ۱۷۵۹ء میں لکھی۔ دو تین نعتیہ شعروں کا ترجمہ ملاحظہ ہو:

محمدؐ اللہ تعالیٰ کے پاک رسول ہیں۔ محمدؐ اللہ تعالیٰ کے پاک خلیل بھی ہیں۔ محمدؐ اللہ تعالیٰ کے حبیب ہیں۔ محمدؐ ہمارے دلوں کے طبیب ہیں۔ ملک داد آپؐ کے غلاموں کا غلام اور آپ کے محاسن کی تعریف کرنے والا ہے۔

ملا ملک داد کا اثر اس قدر ہمہ گیر تھا کہ وہ انہی کے زمانے تک محدود نہ رہا۔ چودھویں صدی ہجری کے آغاز میں درخان (ڈھاڈر) سے جو تحریک نشاۃ الاسلامیہ شیخ ا لبلوچستان جناب مولانا محمد فاضلؒ کے زیر قیادت ابھری وہ نہ صرف لسانی بلکہ موضوعاتی اور ذہنی اعتبار سے بھی ملا ملک داد

کی روایت کو لئے ہوئے تھی۔ اور چونکہ درخانی مدرسۂ فکر اور اسکی نگارشات عالیہ اب بھی معروف تخلیق و تطہیر ہیں۔ لہٰذا یہ کہنے میں کوئی باک نہیں کہ ملا ملک داد کی روایت اب بھی براہوئی علم و ادب اور ذہن و قلب میں رچی بسی ہے۔

عشق محمدیؐ سے سرشار مولانا محمد فاضل کے نامور شاگردوں میں ان کے نواسے مولانا محمد عبداللہ درخانی کے علاوہ مولانا نبو جان' مولانا عبدالمجید چوتوئی اور مولانا عبدالحئی تھے۔ ان سب نے نعتیہ شعر کہے ہیں۔ مولانا محمد عبداللہ درخانی کہتے ہیں۔ (ترجمہ)

محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تبارک تعالیٰ کے نور ہیں۔ تمام جہان آپؐ صلعم کے لئے پیدا کیا گیا اور آپ صلعم اس کی روح ہیں۔

آپ صلعم کا معراج عرش سے بھی اس پار ہوا ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے "طور" تھا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے آسمان تھا ۔ مولانا نبو جان یوں مشورہ دیتے ہیں : اے مسلمانو ! تم خدا کا ذکر کرو ۔ اے لوگوں تم محمد مصطفیٰ پر کثرت سے درود و سلام بھیجو ۔

مولانا عبدالمجید چوتوئی کے مجموعہ کلام " جوش حبیبؐ " کے اشعار آنحضرت صلعم کے فراق میں دل کی پنہائیوں سے نکلے ہیں ۔ رواں اور شیریں ہونے کے ساتھ ساتھ درد واثر میں ڈوبے ہوئے ہیں جیسے (ترجمہ)

میرے حبیب آپ کی شان اور شرافت سب سے زیادہ ہے ۔ آپؐ سے استدعا ہے کہ آپؐ مجھے اپنی قربت سے دور نہ رکھیں ۔ مولانا عبدالحئی کے عظیم ترین شاگرد مولانا محمد عمردین پوریؒ تھے ۔ جنہوں نے اڑتالیس کتب براہوئی زبان میں تصنیف و تالیف کیں ۔ آپ نظم و نثر دونوں پر یکساں طور پر حاوی تھے ۔ آپ کا سب سے بڑا کارنامہ قرآن مجید کا براہوئی زبان میں ترجمہ ہے ۔ آپ نے اپنی کئی کتابوں جیسے سودائے خام ' مشتاق مدینہ' فی الفراق ' نصیحت نامہ اور وبعض الطیب فی ذکر الحبیبؐ وغیرہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں گل ہائے عقیدت پیش کئے ہیں مثلاً " (ترجمہ) محمدؐ کی صفت ہر جگہ موجود ہے ۔

دریاؤں' میدانوں اور پہاڑوں پر
مجھے بتاؤ آپؐ سے بہتر کون ہے (کوئی نہیں)
یہ بندۂ عاجز قربان ہے

آپؐ کے در پر اپنی جان پہنچا دوں
آپؐ دعا فرمائیں کہ میں خاک مدینہ بن جاؤں

مولانا محمد عمر دین پوری کی صاحبزادی مائی تاج بانو حمد، نعت، منقبت، مرثیہ اخلاقی غزل اور دینی کلام سے خصوصی لگاؤ رکھتی ہیں - آپ براہوئی زبان کی اولین ادیبہ، شاعرہ اور مرثیہ نگار ہیں - ویسے تو علامہ دین پوری نے درجنوں اچھے شاگرد چھوڑے مگر ان کا شاہکار ان کی صاحبزادی مائی تاج بانو ہیں -

تاج محمد تاجل کا کلام بلوچستان بھر میں مقبول ہوا آنحضرت صلعم کے منکر کی کیفیت تاجل کی زبان میں کیا سے کیا ہو جاتی ہے، دیکھئے:

(ترجمہ)

اگر تم اللہ کے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم) کے عاشق ہو - اور نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے دین کے چاہنے والے ہو - اگر تم محبوب سے منکر ہو جو کوئی محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) سے منکر ہوا

(تو سمجھ لو) چکی کے ٹوٹے پاٹ کی طرح ہے!
اسے دنیا میں پریشانی اور بے قراری ملے گی
وہ (محبوب سے منکر) جہاں بھی جائے
اسے
لق و دق صحرا کی طرح آبادی نہیں ملے گی -

بلوچی شاعر کلی بڈ احمد وال ضلع چاغی کا رہنے والا تھا بدیہہ گوئی میں ماہر تھا - اس کی صرف ایک طویل نظم بطرز مثنوی ملی ہے - جس میں ضلع چاغی کی " ماہ گل " کی داستان بیان ہوئی ہے - اس میں نعتیہ اشعار موجود ہیں -

مثلاً" ترجمہ

آپؐ قیامت کے روز شافع ہیں
محمدؐ ہمارے لئے کافی ہیں

چھ زبانوں (فارسی، اردو، بلوچی، سندھی، سرائیکی اور براہوئی) کے صوفی شاعر فیض محمد فیض کا

مجموعہ کلام "گلشن اشعار" کے نام سے بلوچی اکیڈمی کوئٹہ نے نومبر ۱۹۶۸ء میں چھپوایا جو زیادہ تر نعتیہ کلام (۳۵۵ شعر) پر مشتمل ہے۔

مولانا محمد عمر ولد شیر محمد بنگل زئی کی ایک منظوم تصنیف "معجزات مصطفیٰ" میں وفات نامہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم " ۹۶ صفحات پر مبنی ہے۔ حاجی محمد عمر ابن حاجی علی محمد نے اپنی منظوم تصنیف " راغب المسلمین " میں اسلامی تاریخ کے بعد واقعات کو براہوئی اشعار میں پیش کیا ہے۔ نعتیہ اشعار بھی موجود ہیں۔

حاجی گل محمد نوشکوی نے اپنی منظوم تصنیفات جیسے "گلشن مصطفیٰ" " تحفتہ الفقراء " "گلدستہ نوشکوی " اور " رفیق راہ مدینہ " میں جا بجا حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک کیا ہے۔ ایک شعر کا ترجمہ ہے:

میری آرزو ہے کہ آپؐ مجھے اپنا شاہی دربار دکھائیں

اے محبوبوں کے سرتاج! میں صرف ایک بار آپؐ کی آواز سننا چاہتا ہوں۔ محمد اسحاق سوز ولد مولوی عطا محمد صوفی کے مجموعہ کلام "گلشن سوز" کا پہلا باب توحید، رسالت اور منقبت وغیرہ پر مبنی ہے۔

مولوی مراد علی رئیسانی کے مجموعہ کلام موسومہ بہ "گلشن بلوچستان" میں نعتیہ اشعار موجود ہیں۔
مولوی نور محمد کے مجموعہ کلام "کلام نور" میں جو نعتیہ شعر درج ہیں۔ ان میں سے ایک کا ترجمہ یہ ہے:

زندگی کے ہر شعبہ میں تم سنت رسولؐ کی پیروی کرو
اگرچہ تم مفلس ہو پھر بھی اپنی کامیابی کا یقین کر لو۔

رئیس نبی داد لانگو کے مرتب کردہ منظوم "گلدستہ" میں بھی براہوئی نعتیہ اشعار موجود ہیں۔
حافظ سعید احمد کی " معراج محمدیؐ " ۱۳۸۹ھ میں طبع ہوئی۔ انداز بیان شگفتہ اور متاثر کن ہے۔
کریم بخش سائل کے مجموعہ کلام " غزلیات سائل " پیر محمد کے مجموعہ کلام " مہر و وفا " واحد بخش رند کے مجموعہ کلام " استنا ٹپاک " زخم ہائے دل) اور "قدم قدم آباد" میں نعتیہ اشعار موجود ہیں
تراب لاڑ کانوی کہتے ہیں: (ترجمہ) ہر وقت میرا دل رسول اللہ (پکارتا) ہے
میرا ذکر صبح و شام رسول اللہؐ ہے

جب رسول اللہؐ کہتا ہوں تو میرا دل خوش ہو جاتا ہے
اے سید! اے سید' رسول اللہؐ

عبدالصمد شاہین سورابی نے جناب محشر رسول نگری کی شہرہ آفاق مثنوی فخر کونین حصہ اول تا سوئم کا منظوم براہوئی ترجمہ کیا ہے۔ جو قابل توصیف ہے۔ مولانا محمد فاضل مینگل نوشکوی مرحوم' مولانا عبدالباقی درخانی' مولانا عبدالغفور درخانی اور صالح محمد شاد کو نعت گوئی سے خصوصی شغف ہے۔

گل بنگل زئی غلام حیدر حسرت اور بابا عبدالحق شاہوانی وغیرہ نے بھی براہوئی میں نعتیہ شعر کہے ہیں۔

بلوچی اور براہوئی کے شعرا کے نعتیہ کلام میں نبی آخرالزماںؐ کے اوصاف حمیدہ شمائل' خصائل پاکیزہ' دوسرے انبیاء پر آپ کا تفوق' دیگر امتوں پر امت محمدیؐ کی فضیلت 'نبی اکرمؐ سے محبت و عقیدت کی برکات اور کثرت درود خوانی کی برکتیں اور رحمتیں جنکے بارے میں آنحضرت صلعم کا مشہور قول ہے کہ " قیامت کے دن مجھ سے سب سے زیادہ قریب وہ شخص ہو گا جو مجھ پر کثرت سے درود بھیجتا ہو گا " بیان ہوئی ہیں۔

علاوہ ازیں روایات و بیانات میں حداعتدال کوملحوظ خاطر رکھا گیا ہے۔ غیر معتبر اور غیر مصدقہ روایات سے اجتناب برتنے کی سعی کی گئی ہے۔ قرآن و احادیث سے استدلال کیا گیا ہے۔ درود و سلام عقیدت سے معمور ہیں۔

عام طور پر میلاد ناموں میں تین اہم موضوعات ہوتے ہیں اولاً" ولادت مبارک آنحضرت صلعم ثانیاً" معراج شریف ثالثاً" وفات کا بیان۔ باقی عام بیانات انہی موضوعات کے تحت آجاتے ہیں۔ انداز و بیان سادہ ' آسان اور عام فہم ہوتا ہے۔ قرآنی آیات و احادیث کے حوالے بھی دیئے جاتے ہیں۔ بلوچی اور براہوئی شعراء اسی انداز کو اپناتے ہوئے شاعرانہ مبالغہ آرائی اور افسانوی رنگین بیانی سے اجتناب برتنے کی کوشش کرتے ہیں۔

مختصراً" بلوچی و براہوئی شعرا کا کارواں خلوص' محبت اور عقیدت کیشی کے پھول لئے ہوئے اور مقام مصطفیٰؐ کو آشکار کرتے ہوئے مدینہ منورہ کی جانب رواں دواں نظر آتا ہے۔

زبان ء سرائیں مدینہ مدینہ

خیال ء تمائیں مدینہ مدینہ

ترجمہ : (ورد زباں ہے مدینہ مدینہ خیالوں کی جاں ہے مدینہ مدینہ

بلوچی اور براہوئی کے نثری ادب میں یہ کتابیں اہمیت کی حامل ہیں

۱۔ دو جہان سردار

مؤلف قاضی عبدالرحیم صابر کراچی ۱۹۲۶ء صفحات ۱۹۲ ۔ اس میں حضور پاکؐ کی حیات طیبہ ' تعلیمات ' اخلاق اور کردار کو پیش کیا گیا ہے ۔ انداز بیان دلکش ' شگفتہ اور توانا ہے ۔ سیرت رسولؐ پر بلوچی زبان میں پہلی تالیف ہے ۔

۲۔ رسولؐ ئے پہکیں زند

مؤلفہ حاجی عبدالقیوم بلوچ کوئٹہ ۱۹۸۰ء صفحات ۵۶ ۔ حضور پاک کی حیات مبارکہ کے اہم واقعات کو اختصار کے ساتھ بلوچی میں پیش کیا گیا ہے ۔ صرف بلوچی جاننے والے قاری کے لئے بہت مفید اور اہم کتاب ہے ۔
موقع و محل کے مطابق قرآنی آیات کے حوالوں نے متن کو زیادہ مصدقہ بنا دیا ہے

۳۔ سیرت النبیؐ

مؤلفہ میر مٹھا خان مری ' کوئٹہ ۱۹۸۱ء صفحات ۲۲۰ ۔ اس میں مولانا شبلی اور علامہ سید سلمان ندوی کی معرکہ الارا سیرت النبیؐ سے مختلف ۵۸ عنوانات کے تحت بلوچی ترجمے کئے گئے ہیں ۔ ترجمہ رواں ' دل پذیر اور متاثر کن ہے ۔ بلوچیات میں یہ ایک قابل توصیف اضافہ ہے ۔
افادیت کے اعتبار سے آخرت کا توشہ متصور ہو گا ۔

۴۔ سیرت النبیؐ (پگھین براہوئی)

مؤلفہ غلام نبی راہی کوئٹہ ۱۹۷۸ء صفحات ۱۶۷ ۔ اس موضوع پر براہوئی میں اپنی نوعیت کی پہلی کتاب ہے ۔

غلام نبی راہی نے "سیرت النبیؐ" از مولانا شبلی اور علامہ سید سلمان ندوی سے ان پچاس عنوانات کے مواد کا براہوئی میں ترجمہ کیا ہے جن کا ہماری روزمرہ کی زندگی سے بڑا گہرا تعلق ہے۔
غلام نبی راہی کے ترجمے کا انداز دلکش، متاثر کن اور شستہ ہے۔ وہ خواہاں ہے کہ قاری نہ صرف حضور پاکؐ کے افکار عالیہ سے آگاہ ہو بلکہ ان پر عمل پیرا ہو کر دین و دنیا کی سعادتوں اور نعمتوں سے مالا مال ہو جائے۔

۵۔ سیرت النبیؐ (انعام یافتہ)

مؤلف: پروفیسر عبدالروف کوئٹہ ۱۹۸۱ء صفحات ۷۲۔ یہ سیرت پر براہوئی زبان میں شائع شدہ دوسری کتاب ہے۔ کتابت و اشاعت دیدہ زیب ہے۔
چوالیس عنوانات جیسے صبر و تحمل، دلاوری، شکر و توکل، ایمانداری، زکوٰۃ، انصاف داری وغیرہ پر آنحضرت صلعم کے افکار عالیہ پیش کئے گئے ہیں۔ انداز سلیس، معرا اور سیدھا سادا ہے۔ قاری کو اکساتا ہے کہ وہ راہ عمل پر گامزن ہو جائے۔

۶۔ بندغی ناخیر خواہ (سیرت طیبہ)

مؤلفہ غلام حیدر حسرت، کوئٹہ ۱۹۸۱ء صفحات ۱۲۷۔
مؤلف نے چوبیس مختلف موضوعات کے تحت مختصر اور عام فہم انداز میں براہوئی میں سیرت پاکؐ کو بیان کیا ہے۔ اور زندگی کے مختلف ادوار و احوال میں اس کا خاکہ کھینچا ہے۔ عبارت میں روانی ہے اور مندرجات ہر موضوع سے مناسبت رکھتے ہیں۔ کتابت و اشاعت دیدہ زیب ہے۔

۷۔ سیرت مصطفےٰؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) (انعام یافتہ)

مؤلف عبدالرزاق صابر، کوئٹہ، ۱۹۸۵ء صفحات ۲۰۶۔ یہ کتاب سیرت پاکؐ پر (جو کہ ایک بہت وسیع اور ہمہ گیر موضوع ہے اور اس میں سے مشتے نمونہ از خروار کے مصداق) ایک کامیاب کاوش ہے۔ اس میں براہوئی زبان میں ہادی برحق حضرت محمد مصطفےٰؐ صلی اللہ علیہ وسلم کی مختلف حیثیات جیسے بحیثیت مبلغ، سماجی مصلح، سپہ سالار، تاجر، حکمران اور خاتم النبین (کل ۴۸ عنوانات) پر روشنی ڈالی ہے۔ انداز بیان متاثر کن ہے۔ عبدالرزاق صابر کی دلی خواہش ہے کہ